☆ ڈاکٹر بتول زہرہ

گرونانک کے ابتدائی ایام اور شاعری میں ان کا کردار

The early days of Guru Nanak and the role of his poetry

Abstract:

Guru Nanak or Baba is considered one of the great teachers and the founder of Sikhism in human history. The theological epicenter of Sikhism is baba Guru Nanak's teachings however the nine subsequent gurus helped the Sikhism to build its religious foundations. The only thing which Guru Nanak left behind is his hymns which are 974 in number, not any other relevant text is available that may decipher baba's intellectual life. These poetic hymns are considered the founding positions of Sikhism. This article foregrounds the socio-cultural, geo-political and religious aspects of Guru Nanak's poetry that establish the Sikh religion as one of the great religions around the world. The human characteristics of the hymns have also been discussed in this article.

Keywords: *Theology ,Sikhism , Hymns , Positions*

....

گرونانک دیوکی پیدائش شہرننکانہ صاحب، لاہور، پنجاب موجودہ پاکستان میں ۱۵/ اپریل ۱۴۶۹ء کو ہوئی اور وفات ۲۲/ستمبر ۱۵۳۹ء کو شہر کرتار پور میں ہوئی۔) گرونانک سکھ مت کے

بانی اور دس سکھ گروؤں میں سے پہلے گرو تھے۔ ان کا یوم پیدائش گرو نانک گرپورب کے طور پر دنیا بھر میں ماہ کاتک (اکتوبر-نومبر) میں پورے چاند کے دن، یعنی کارتک پورن ماشی کو منایا جاتا ہے۔ (1)

گرو نانک کو ''زمانے کا عظیم ترین مذہبی موجد'' قرار دیا جاتا ہے۔ انھوں نے دور دراز سفر کر کے لوگوں کو اس ایک خدا کا پیغام پہنچایا جو اپنی ہر ایک تخلیق میں جلوہ گر ہے اور لازوال حقیقت ہے۔ (2) انھوں نے ایک منفرد روحانی، سماجی اور سیاسی نظام ترتیب دیا جس کی بنیاد مساوات، بھائی چارے، نیکی اور حسن سیرت پر ہے۔ (3)

گرو نانک کا کلام سکھوں کی مقدس کتاب، گرنتھ صاحب میں ۹۷۴ منظوم بھجنوں کی صورت میں موجود ہے، جس کی چند اہم ترین مناجات میں جپجی صاحب، اسا دی وار اور سدھ گھوسٹ شامل ہیں۔ سکھ مذہب کے عقائد کے مطابق جب بعد میں آنے والے نو گروؤں کو یہ منصب عطا ہوا تو گرو نانک کے تقدس، الوہیت اور مذہبی اختیارات کی روح ان میں سے ہر ایک میں حلول کر گئی۔ (4)

گرو نانک کی ایک بہن تھیں، جن کا نام بی بی نانکی تھا۔ وہ ان سے پانچ سال بڑی تھیں۔ ۱۴۷۵ء میں ان کی شادی ہوئی اور وہ سلطان پور چلی گئیں۔ نانک کو اپنی بہن سے بہت لگاؤ تھا چنانچہ وہ بھی اپنی بہن اور بہنوئی کے ساتھ رہنے کے لیے سلطان پور جا پہنچے۔ تقریباً ۱۶ سال کی عمر میں نانک نے دولت خان لودھی کے ماتحت کام کرنا شروع کیا جہاں بی بی نانکی کا شوہر بھی کام کرتا تھا۔ پوراتن جنم سکھی کے مطابق، یہ نانک کی تشکیل کا مرحلہ تھا اور ان کے بھجنوں میں سرکاری ڈھانچے سے متعلق جو حوالے ملتے ہیں، غالب اندازہ یہی ہے کہ ان کا علم اسی عرصے میں حاصل کیا گیا تھا۔

سکھ روایات کے مطابق، گرو نانک کی پیدائش کے وقت اور زندگی کے ابتدائی برسوں میں کئی ایسے واقعات رونما ہوئے جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ نانک کو خدا کے فضل و رحمت سے نوازا گیا ہے۔ ان کے سوانح نگاروں کے مطابق، وہ کم عمری ہی سے اس حقیقت سے پوری طرح آگاہ تھے۔ پانچ برس کی عمر میں نانک کو مقدس پیغامات پر مشتمل آوازیں سنائی دینے لگیں۔ سات برس

کی عمر میں ان کے والد نے انھیں اس وقت کے رواج کے مطابق گاؤں کے مدرسے میں داخل کروایا۔ روایات کے مطابق، کم عمر نانک نے حروف تہجی کے پہلے حرف میں، جو حساب میں عدد 1 سے مشابہت رکھتا ہے، جس سے خدا کی وحدانیت یا یکتائی ظاہر ہوتی ہے، مضمر رموز بیان کر کے اپنے استاد کو حیران کر دیا۔ ان کے بچپن کی دیگر روایات بھی نانک سے متعلق حیرت انگیز اور معجزانہ واقعات بیان کرتی ہیں، مثلاً رائے بولر سے منقول ایک روایت کے مطابق کم سن نانک جب سوئے ہوئے تھے تو انھیں تیز دھوپ سے بچانے کے لیے ایک درخت یا دوسری روایت کے مطابق، ایک زہریلا ناگ ان پر سایہ کیے رہا۔

۲۴ر ستمبر ۱۴۸۷ء کو نانک نے مل چند اور چندو رانی کی دختر، ماتا سلکھنی سے بٹالا میں شادی کر لی۔ اس شادی شدہ جوڑے کے ہاں دو بیٹے ہوئے، سری چند (۸ر ستمبر ۱۴۹۴ء۔ ۱۳ر جنوری ۱۶۲۹ء) اور لکھمی چند (۱۲ر فروری ۱۴۹۷ء۔ ۹ر اپریل ۱۵۵۵ء)۔ شری چند کو گرو نانک کی تعلیمات سے روشنی ملی اور آگے چل کر انھوں نے اداسی فرقے کی بنیاد رکھی۔

سوانح:

گرو نانک کی زندگی سے متعلق ابتدائی سوانحی ماخذات اب جنم سکھی کی صورت میں موجود ہیں۔ گرنتھ صاحب لکھنے والے بھائی گرداس نے اپنی ورس میں بھی نانک کی زندگی سے متعلق لکھا ہے۔ اگرچہ یہ دونوں مسودات ہی نانک کی زندگی کے کچھ عرصے بعد تحریر کیے گئے، تاہم ان میں جنم سکھیوں کے مقابلے میں کم تفصیل ملتی ہے۔

گیان رتن والی کو بھائی مانی سنگھ سے منسوب کیا جاتا ہے جنھوں نے گرو نانک کی زندگی سے متعلق غلط واقعات کو درست بیان کرنے کی غرض سے اسے تحریر کیا۔ بھائی مانی سنگھ، گرو گوبند سنگھ کے سکھ تھے جن سے چند سکھوں نے درخواست کی تھی کہ انھیں گرو نانک کی زندگی سے متعلق ایک مستند سوانح تیار کرنی چاہیے۔

بھائی مانی سنگھ لکھتے ہیں:

جس طرح تیراک دریا میں سرکنڈے نصب کرتے ہیں تا کہ راستے سے

ناواقف لوگ بھی اسے عبور کر سکیں، اسی طرح میں بھائی گرداس کی وار کو بنیاد بناؤں گا اور اسی کے مطابق، اور جو واقعات میں نے دسویں مالک کی بارگاہ میں رہتے ہوئے سنے انھیں پیش نظر رکھتے ہوئے، جو کچھ میرے عاجز دماغ سے بن پڑا، اسے آپ تک بیان کروں گا۔ (5)

جنم سکھی کے انجام پر، ایک اختتامیہ موجود ہے جس کے مطابق مکمل کام گرو گوبند سنگھ کی خدمت میں پیش کیا گیا تاکہ وہ اس پر اپنی تصدیقی مہر ثبت کریں۔ گرو صاحب نے اس پر دست خط کیے اور اسے سکھ عقائد سے متعلق علم حاصل کرنے کا ماخذ قرار دیا۔

ایک دوسری معروف جنم سکھی سے متعلق دعویٰ کیا جاتا ہے کہ اسے گرو کے ایک قریبی ساتھی، بھائی بالا نے تحریر کیا۔ تاہم، اس کے انداز تحریر اور زبان سے محققین، جیسے کہ میکس آرتھر مکالیف، کو یقین ہے کہ یہ ان کے انتقال کے بعد ترتیب دی گئی ہیں۔ محققین کے مطابق، اس دعوے کو تسلیم کرنے میں شکوک وشبہات ہیں کہ اس کا مصنف گرونانک کا قریبی ساتھی تھا اور ان کے کئی اسفار میں ان کے ساتھ رہا تھا۔

مقامی زمیندار، رائے بولر اور نانک کی بہن، بی بی نانکی، کم عمر نانک میں مقدس خصوصیات پہچاننے والے اولین افراد تھے۔ انھوں نے نانک کو مطالعہ کرنے اور سفر کرنے کی ہمت بندھائی۔ سکھ روایات کے مطابق ۱۴۹۹ء کے لگ بھگ، ۳۰ سال کے عمر میں انھیں ایک کشف ہوا۔ وہ غسل کر کے واپس نہ لوٹ سکے اور ان کے کپڑے کالی بین نامی مقامی چشمے کے کنارے ملے۔ قصبے کے لوگوں نے یہ خیال کیا کہ وہ دریا میں ڈوب گئے ہیں؛ دولت خان نے اپنے سپاہیوں کی مدد سے دریا کو چھان مارا، مگر ان کا نشان نہ ملا۔ گم شدگی کے تین دن بعد نانک دوبارہ ظاہر ہوئے، مگر خاموشی اختیار کیے رکھی۔

سکھ مت کا بنیادی عقیدہ انتقام اور کینہ پروری کی بجائے رحم دلی اور امن کا پیغام پھیلانا ہے۔ سکھ مت حالیہ ترین قائم شدہ مذاہب میں سے ایک ہے۔ سکھ گرنتھ صاحب کی تعلیمات کی پیروی کرتے ہیں؛ یہ مقدس کتاب سکھ مت کے دس میں سے چھ گروؤں کے علاوہ بعض دیگر بزرگوں اور عقیدت مندوں کی تعلیمات پر مشتمل ہیں۔ گرنتھ صاحب کو سکھ مت میں سب سے زیادہ

بالادستی حاصل ہے اور اسے سکھ مت کا گیارھواں اور آخری گرو تصور کیا جاتا ہے۔سکھ مت کے پہلے گرو کی حیثیت سے، گرو نانک کے اس کتاب میں کل ۹۷۴ بھجن شامل ہیں۔

گرو نانک کا نقش نانک کی تعلیمات سکھ صحیفے گرو گرنتھ صاحب میں موجود ہیں، جو گرمکھی میں لکھے گئے اشعار کا مجموعہ ہے۔

گرو نانک کی تعلیمات سے متعلق دو نظریات پائے جاتے ہیں۔ ایک کی بنیاد، بقول کول اور سامبھی، مقدس جنم سکھی پر ہے جس کے مطابق سکھ مت 15 ویں صدی میں اسلام اور ہندومت کی ہم آہنگی کی کوشش یا معاشرتی احتجاج کی تحریک نہیں، بلکہ نانک کی تعلیمات اور سکھ مت خدا کی طرف سے الہام تھا۔

مقدس جنم سکھیاں نانک نے خود نہیں لکھی تھیں، بلکہ بعد ازاں ان کے پیروکاروں نے تحریر کی تھیں جن میں تاریخی صحت کا خیال نہیں رکھا گیا اور نانک کی شخصیت کو محترم بنا کر پیش کرنے کی غرض سے متعدد داستانیں اور قصے تخلیق کیے گئے۔کول اور سامبھی واضح کرتے ہیں کہ سکھ مت میں 'مکاشفہ' کی اصطلاح صرف نانک کی تعلیمات سے مخصوص نہیں، بلکہ اس میں تمام سکھ گروؤں کے علاوہ ماضی، حال اور مستقبل کے مرد و عورتوں کے اقوال بھی شامل ہیں، جنھیں مراقبے اور غور و فکر کے ذریعے الہامی طور پر علم حاصل ہوا۔سکھ مکاشفات میں غیر سکھ بھگتوں کے اقوال بھی شامل ہیں، جو نانک سے کی پیدائش سے قبل ہی انتقال کر گئے تھے اور ان کی تعلیمات سکھ صحیفوں میں شامل ہیں۔منڈیر کے مطابق، ادی گرنتھ اور جانشین سکھ گروؤں نے مسلسل اس بات پر زور دیا کہ سکھ مت ''خدا کی طرف سے آوازیں سننے کا نام نہیں ہے، بلکہ یہ یہ انسانی دماغ کی خاصیت تبدیل کرنے سے متعلق ہے اور کسی بھی شخص کو کسی بھی وقت براہ راست مشاہدہ اور روحانی کاملیت مل سکتی ہے۔'' گرو نانک نے تاکید کی کہ تمام انسان بغیر کسی رسوم یا مذہبی پیشواؤں کے، خدا تک براہ راست رسائی پا سکتا ہے۔

اثرات:

نانک ایک ہندو گھرانے میں پلے بڑھے تھے اور بھگتی سنت عقائد سے تعلق رکھتے تھے۔

محققین کا کہنا ہے کہ گرو نانک اور سکھ مت کی بنیادیں قرون وسطیٰ کے ہندوستان میں بھگتی تحریک کے نیرنگی (بے ہیئت خدا) عقائد سے متاثر ہوئیں۔ تاہم، سکھ مت صرف بھگتی تحریک کی توسیع نہیں تھی۔ بلکہ سکھ مت کئی معاملات میں بھگتی سنت کبیر اور روی داس سے اختلاف کرتا ہے۔

لوئس فینیچ کے مطابق، سکھ عقائد کی جڑیں غالباً ہندوستان کے سنت-عقائد سے جڑی ہیں، جن کے نظریات نے بھگتی عقائد کی صورت اختیار کی۔ فینیچ مزید کہتے ہیں کہ

> ''مقدس سکھ صحیفے، گرو گرنتھ صاحب اور ثانوی صحیفے، دسم گرنتھ میں ہندوی داستانیں پھیلی ہوئی ہیں اور عصر حاضر کے سکھوں اور ان کے اسلاف کے مقدس علامتی جہان میں بہت نازک فرق شامل کرتی ہیں۔''(6)

سکھ روایات کے مطابق نانک نے بھائی لہنا کو اپنا جانشین گرو مقرر کیا اور ان کا نام گرو انگد رکھا، جس کے معنی ''بہت ہی اپنے'' یا ''اپنے حصے'' کے ہیں۔ بھائی لہنا کو اپنا جانشین مقرر کرنے کے کچھ ہی عرصے بعد، گرو نانک ۲۲ر ستمبر ۱۵۳۹ء کو کرتار پور میں، ۷۰ برس کی عمر میں انتقال کر گئے۔

جب گرو نانک جی ۱۴۷۴ء میں پانچ سال کے ہوئے تو تعلیمی دور شروع ہوا۔ جنم ساکھی بھائی بالے والے اردو کے صفحہ 17 پر لکھا ہے کہ جب پنڈت گوپال جی نے آپ کو پڑھانا شروع کیا۔ تو انہوں نے اسے کھری کھری باتیں سنانی شروع کر دیں۔ کہنے لگے پنڈت جی سب پڑھنا لکھنا فضول ہے۔ پڑھائی وہی ٹھیک ہے جو سنسار کی پڑھائی ہے۔ یہ تو ایسی ہے۔ جیسے کسی دیے کی سیاہی، کاغذ سنی، قلم کانے کا، من لکھنے والا۔ لکھا تو کیا کیا لکھا مایا جنجال لکھا؟ رائے بلار تلونڈی کا ایک مسلمان راجپوت رئیس تھا۔ جب اس نے سنا کہ گرو نانک اداس اور خاموش رہتے ہیں اور کالو رام جی بیٹے کی وجہ سے دکھی رہتے ہیں تو بلار نے کالو رام کو بلا کر کہا: کالو! آپ فکر نہ کریں۔ گرو نانک کو ملاؤں کے پاس پڑھنے کے لیے بٹھا دیں، جب فارسی پڑھیں گے تو خود بخود عقلمند ہو جائیں گے۔ سوڈی مہربان جی بیان کرتے ہیں کہ گرو نانک جی کو اسلامی تعلیم دلانے کا انتظام خود ان کے والد بزرگوار نے کیا تھا۔ چنانچہ ان کے پڑوس میں ایک مسلمان درویش سید حسن رہا کرتے تھے جنہوں نے بخوشی پڑھانا قبول کر لیا۔ مولوی غلام محمد صاحب مصنف سیر المتاخرین اور محمد لطیف

مصنف تاریخ پنجاب نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ایک مشہور مسلمان درویش سید حسن صاحب نے نانک جی کو ہونہار دیکھ کر اسلام کے مستند عقائد سے واقفیت کرا دی۔ ان کے زیر گرو جی نے پنجابی کے محاورے مادری زبان میں بانی بنانی شروع کر دی تھی۔

گرو جی کو اپنے آبائی مذہب ہندو دھرم اور ویدک دھرم کے ایک ایک عقیدہ اور ایک ایک رسم سے اس لیے اتنی نفرت ہو گئی تھی کہ آپ کے اتالیق مسلمان بزرگ تھے اور انہوں نے بڑی محبت اور پیار سے آپ کو تعلیم دی۔ دینی اور دنیاوی علوم سکھائے جن کا آپ کے دل پر بڑا گہرا اثر ہوا اور وہ آپ کی تمام زندگی پر حاوی رہا۔ سیرۃ المتاخرین میں لکھا ہے کہ نانک شاہ کا باپ بقال کھتری سے تعلق رکھتا تھا۔ پھر جوانی میں یہ شخص اپنے حسن کردار اور حسین چہرہ کی وجہ سے بہت مشہور ہوا۔ ان ہی دنوں سید حسن نامی درویش ہو گزرا ہے جس کی فصاحت و بلاغت اور مال و زر کا بہت چرچا تھا۔ وہ چونکہ لاولد تھا اس لیے وہ نانک شاہ کی خوبصورتی سے اتنا محسور ہوا کہ اس نے نانک شاہ پر دست شفقت پھیرا اور اس کی تربیت کرنے لگا۔ اس درویش کے فیض سے نانک جی نے شعور و دانش حاصل کیا۔ علم معرفت اور حقائق کا گہرا مطالعہ کیا اور درس علم سے اتنا متاثر ہوا کہ وہ صوفیوں کے ان اقوال کو پنجابی میں ترجمہ کرنے لگا جس کو پڑھ کر وہ جھوم جاتا تھا۔ اس کے ذہن میں اپنے بزرگوں کی طرح تعصب نہ تھا وہ اس عیب سے بالکل مبرا اور پاک تھا۔ (7)

جب بابا گرو نانک جی بائیس سال کے ہوئے تو سلطان پورہ میں دولت خان لودھی کی دوکانداری کرتے تھے۔ انہیں دنوں میں آپ کے گھر دولڑکے پیدا ہوئے۔ جن کا نام سری چند اور دوسرے کا لکھمی داس تھا۔ تب مولا چونا نواب صاحب کے پاس جا کر فریاد کرنے لگا۔ نواب دولت خاں نے کہا: ارے یار خاں یہ کون ہے اور کس کے اوپر فریاد کر رہا ہے۔ تب مولا نے کہا میں آپ کے مودی نانک کا سسر ہوں اور ان پر فریادی ہوں۔ نواب نے کہا ارے یار خاں اسے آگے لے آؤ۔ یار خاں مولا کو نواب کے نزدیک لے گیا۔ نواب نے پوچھا۔ آپ ان پر کیا فریاد چاہتے ہیں۔ مولا نے کہا نواب سلامت سات سو ساٹھ روپے جو حساب سے نانک کے آپ کی طرف نکلتے ہیں۔ وہ آپ نانک کے قبیلے (بیوی) کو دے دیں۔ ارے مولا نانک نے تو کہہ دیا ہے کہ وہ روپیہ فقیروں کو دے دو۔ تب پھر مولا نے کہا جی نانک کا آپ کیا ذکر کرتے ہیں۔ ذرا

آپ ہی انصاف کی نگاہ سے دیکھیں تب نواب نے کہا ارے یار خاں حق تو ایک ان کا ہی ہے مگر نانک کہے تو۔ مولا جا کر پھر نانک سے جھگڑنے لگا گر کما کر نہیں لائے تو پھر یہ کمایا ہوا فقیروں کو کیوں دیتے ہو۔ میری بچی کا تو خیال کرو۔

نانک جی نواب بہت غصے ہو رہا ہے لہذا آپ کا جانا ہی بہتر ہے۔ یہ سن کر نانک جی اٹھ کھڑے ہوئے اور نواب کے پاس آئے مگر سلام نہ کیا۔ تب نواب نے کہا ارے نانک آپ کیوں نہیں آتے تھے۔ نانک جی نے کہا جب میں آپ کا نوکر تھا تو آپ کا تابعدار بنا ہوا تھا اور آپ کے پاس آتا جاتا تھا، اب ہم آپ کے نوکر نہیں ہیں۔ اب تو ایشور کے چاکر ہو گئے ہیں۔ تب نواب نے کہا اچھا اگر ایسا ہی ہے تو چ لیے ہمارے ساتھ نماز گزاریے آج جمعہ کا روز ہے۔ نانک نے جواب دیا بہت اچھا چ لیے۔ جتنے لوگ نماز پڑھ رہے تھے سب کہنے لگے یہ عجیب معاملہ ہے کہ گرو نانک جی نماز گزارنے آئے ہیں۔ ادھر جتنے مہاجن لوگ سلطان پور میں رہتے تھے سب میں یہ شور وغل مچ گیا کہ نانک جی مسجد میں نماز گزارنے چلے گئے۔ بھائی جیرام (آپ کا بہنوئی) بھی بہت رنجیدہ ہو کر گھر ہوئے۔ نانکی جی (نانک جی کی بہن) سمجھ گئی اور کہنے لگی کہ آپ اتنے دلگیر کس لیے ہیں۔ جیرام جی نے جواب دیا کہ آج تمہارا بھائی نانک نے کیا کیا۔ نانکی جی نے کہا کیوں کیا بات ہے۔ جیرام نے کہا کہ نانک جی نواب کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھنے کے لیے مسجد کے اندر چلے گئے اور سارے شہر کے ہندوؤں اور مسلمانوں میں اس بات کا چرچا ہو گیا ہے کہ آج نانک ترک ہو گیا ہے۔ (8)

گورونانک جی کی عمر بائیس سال کی ہوئی تو سلطان پور لودھیاں (بئیں ندی کے کنارے ایک خوبصورت قصبہ آباد ہے ریاست کپورتھلہ ضلع جالندھر) میں دولت خان لودھی کا مودری خانہ چلاتے رہے۔ بابا نانک کو یہ گیان مارگ اور یہ ودیک جو ملا وہ بغیر استاد کے نہیں ملا۔ ان کے مربی میر حسین صاحب قبلہ پیر جلال، میاں مٹھا، پیر عبدالرحمٰن، پیر سید حسن صاحب، بابا بڈھن شاہ، شیخ ابراہیم اور شیخ مرید ثانی جیسے برگزیدہ ہستیوں سے ملا۔ جس کا گواہ خود گرو گرنتھ صاحب ہے اور جس میں فرید ثانی صاحب کا بہت سا کلام موجود ہے۔ ان بزرگوں کی صحبت سے علم قرآن حکیم ملا۔ صوفیائے کرام کے سلسلہ میں عربی، فارسی اور ترکی زبان سیکھیں۔ جب سے

ہندو دھرم کو ترک کیا اس سے آخری دم تک مسلمان ہی آپ کے ساتھ رہے جب وصال کا وقت آیا تو قوم کی غیرت میں ہندوؤں نے جنازہ پر جھگڑا شروع کر دیا۔ جب گرو جی نے ہندو دھرم کو نجات سے خالی پایا تو چھتری دھرم کی بنیاد جنیئو تھا۔نو سال کی عمر میں اسے نکال پھیکا۔ دھوتی اور ٹیکا ہمیشہ کے لیےختم کر دیا تاکہ یہ شرک کے نشانات پھر کبھی نزدیک نہ آنے پائیں۔ ایسی صورت میں ہندو آپ کے ساتھ کیسے رہ سکتے تھے۔آپ نے تو ہندوؤں کے بت کدہ پر کلہاڑا مارا تھا۔ بابا کے دو ساتھی جو ہر وقت بابا کے ساتھ رہتے تھے مسلمان تھے۔اکٹھے کھاتے پیتے رہتے اوران میں کوئی امتیاز نہیں تھا یہ اسی وقت ممکن ہے۔ جب مذہبی اور نظریاتی طور پر ایک ہوں۔

شاہ شمش سبزواری ملتان شریف – شاہ شمس صاحب کے روضے کی جانب میں وہ مکان ہے۔ جو سپہ نانک کہلاتا ہے۔ روضہ کی جنوبی دیوار میں ایک وہ مکان ہے جو محراب نما دروازوں کی شکل کا بنا ہوا ہے۔اس پر یا اللہ اور نیچے نانک صاحب کا پنجہ بنا ہوا ہے۔حضرت تحسین شاہ صاحب رئیس ملتان وسجادہ نشین شمس سبزواری کا بیان ہے کہ باواگرونانک صاحب کے والد بھاٹی کالو اور ان کے دادا مستمی بھائی سو بھابھی اسی سلسلہ کے مرید تھے۔خدا کی صفت ہُو ہے جو شمس سبزواری کا ورد تھا باوا صاحب کا بھی وہی ورد رہا۔ بجز یاہومن ہو۔ دگر چیزے لمے دانم

جنم ساکھی گرونانک جی صفحہ ۱۳۷ سے معلوم ہوتا ہے کہ گرو جی ملتان کے مشہور بزرگ حضرت پیر بہاؤالدین صاحب کے مزار پر بڑی عقیدت سے گئے تھے۔

- بغداد سے شیخ عبدالقادر جیلانی اور مرشد ومولائی حضرت مراد کے مزاروں پر چلے گئے۔ شہر کے باہر جانب جنوب مغرب ایک قبرستان سے ملحقہ چار دیواری ہے اس کے اندر کھلا کمرہ ہے کونے میں ایک چبوترا ہے اس پر بیٹھ کر چلہ کیا کرتے تھے۔ ۹۲۷ھ میں حضرت بہلول دانا کے خلیفہ حضرت مراد کے ہاتھ پر سلسلہ چشتیہ میں بیت کی اور ان کے وصال کے بعد آپ نے اپنے مرشد کا مزار بغداد شریف میں بنوایا۔مزار کی مغربی دیوار پر یہ کتبہ لکھ کر لگوایا کہ گرو (مرشد) مراد وفات پا گئے۔ بابا نانک فقیر نے اس عمارت کی تعمیر میں ہاتھ بٹایا جو ایک نیک مریدی کی طرف سے اظہار عقیدت کے طور پر تھا۔
- شیخ فرید الدین گنج شکر پاکپتن پر چلہ کیا۔ شیخ ابراہیم اور شیخ فرید ثانی جن کا کلام گورو

گرنتھ میں اکثر و بیشتر ہے گرو جی اور شیخ فرید ثانی کے ساتھ دس سال تک پورے پنجاب کا دورہ کیا اور مخلوق کو خالق کا رشتہ بتلایا۔

- خواجہ معین الدین چشتی اجمیری پر چالیس دن چلہ کیا۔
- گیانی گیان سنگھ کا بیان ہے کہ گرو جی سرسہ میں خواجہ صاحب کے مزار پر چاروں کونوں میں چار عدد چھوٹی چوٹی کھڑکیاں ہیں اور وہاں کے مسلمان مجاور روایت کرتے ہیں کہ شمال مغرب کی جانب کوکوٹھڑی میں بابا نانک اور شاہ شیخ فرید وغیرہ وغیرہ چار درویشوں کے ہمراہ چلے میں بیٹھتے تھے۔ (9)
- سرسہ شہر میں خواجہ جعفر، بابا فرید اور سائیں شیر شاہ وغیرہ چلہ کشی کرتے تھے لیکن گرونانک جی نے بغیر کھانے پینے کے چلہ کشی کی۔ (10)
- بمقام سرسہ شاہ عبدالشکور صاحب کی خانقاہ پر چالیس دن چلہ کیا۔ اس خلوت خانہ کا نام چلہ باوانانک ہے۔
- بابا ولی قندھاری حسن ابدال پر چلہ کیا۔ حسن ابدال کی پہاڑی پر آپ کا چلہ ہے۔ آپ کا مزار قندھار میں ہے۔ حسن ابدال کی پہاڑی پر چلہ کی زیارت کرنے لیے ہر سکھ مرد عورت بچے بوڑھا اس عظیم پہاڑی پر جا کر سلامی دیتے ہیں۔

گرونانک جی نے اپنے سفروں میں مکہ معظّمہ ایک سال تک قیام کیا اور وہاں مختلف علما سے توحید وغیرہ کے مسائل وغیرہ پر تبادلہ خیال بھی کیا۔ جیسا کہ مرقوم ہے کہ ایک سال گرو جی نے مکہ و مدینہ کے باشندوں سے گفتگو کرتے گزار دیا اور رکن الدین کی یہ گفتگو مکے کے کسی گوشہ میں مرقوم ہے۔ (مگر اس گفتگو کا کوئی عینی ثبوت نہیں مل سکا)(11) گرونانک جی نے ایک سال مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ ٹھہرنے کے علاوہ بغداد شریف میں چھ سال گزارے اور آپ نے ایک مسلمان بزرگ حضرت مراد کے ہاتھ پر بیعت کی۔ سردار ہرچرن سنگھ جی نرمان نے کہا ہے کہ گرو نانک جی کا مرشد (گرو) بغداد کا ایک مسلمان پیر تھا۔ جس کی خدمت میں آپ چھ سال بغداد رہ کر روحانیت کا سبق سیکھتے رہے۔ (12) گرو صاحب نے عام میل جول اور برت برتاؤ میں نیز کھانے پینے میں ذات پات کا کوئی خیال نہیں رکھا۔ اسلامی ملکوں میں گئے تو مسلمانوں کے

گھروں سے کھانا کھاتے رہے۔[13] پروفیسر سنگھ جی صاحب نے کہا ہے کہ تیسری اداسی میں عرب، ایران، افغانستان وغیرہ اسلامی ملکوں میں ست گرو جی نے تقریباً تین سال گزارے ہیں۔ تین سال کی روٹیاں ہندوستان سے تو پکا کر نہیں لے جا سکتے تھے۔

یہ ایک گونہ آپ کی وصیت ہے جو آپ اپنے چیلوں کی راہنمائی اور ہدایت کے لیے اس دنیائے فانی میں چھوڑ گئے ہیں۔ یہ چولہ کابلی مل کی اولاد کی جو آپ کی نسل میں سے ہیں تحویل میں ہے۔ یہ چلولہ ڈیرہ بابا نانک ضلع گورداسپور میں موجود ہے۔ اس پر تقریباً تین صد رومال لپٹے ہوئے ہیں۔سکھوں کا بیان ہے کہ اس پر آسمانی کلام لکھا ہوا ہے۔جس سے بابا جی نے ہدایت پائی۔ درحقیقت یہ چولہ آپ کو بغداد شریف سے ملا تھا جس پر کلمہ طیبہ لا الہ الا اللّٰہ محمد الرسول اللّٰہ لکھا ہوا ہے اس کے علاوہ قرآنی آیتیں سورہ فاتحہ، سورہ اخلاص، آیت الکرسی، سورہ نصر اور دیگر آیات بمعہ اسمائے حق تعالےٰ درج ہیں۔ یہ اسلام کے لیے بابا جی کی ایک زبردست گواہی ہے۔ اس پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور نیچے کلمہ طیب، سامنے خوشخط حروف میں لکھا ہوا ہے اس پر موٹے حروف میں یہ لکھا موجود ہے ان الدین عنداللّٰہ الاسلام، یعنی سچا دین صرف اسلام ہی ہے اور کوئی نہیں۔ پھر چولہ صاحب پر یہ بھی لکھا ہوا ہے: - اَشھد اَن لا الہ الا اللّٰہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ کسی جگہ یہ بھی لکھا ہے کہ قرآن حکیم خدا کا کلام ہے اس کو ناپاک ہاتھ مت لگائیں۔آپ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عاشق زار تھے۔آپ دین اسلام پر نہایت فدا ہو چکے تھے۔اب یہ چولہ آئندہ نسلوں کے لیے بطور وصیت نامہ اور ہدایت نامہ چھوڑ گئے ہیں۔جس کا جی چلے۔ وہاں جا کر دیکھ لیں۔ ایک اور چولہ بمقام موضع چولہ ضلع امرتسر میں بھی موجود ہے۔ جو غالبا بعد ازاں تیار کیا گیا۔جس کی ہسٹری صیغہ راز میں ہے مگر بغداد والا اصل چغہ ڈیرہ بابا نانک میں بیدیوں کے زیر حفاظت ہے جو بابا جی کی نسل میں سے ہے اور بیدی صاحبان سے پکارے جاتے ہیں۔ بابا گرونانک نے اپنے پیچھے اپنے متقدین کے لیے اگر کوئی قابل احترام اور تاریخی چیز چھوڑی ہے تو وہ یہ بغداد والا چولہ ہے۔ایک خدا کا بندہ رائے بھوئے بھٹی کی تلونڈی میں جس کی ماتا ترتپا، باپ کالورام، چچا لالورام اور دادا بھائی سوبھا تھا پیدا ہوا۔ یہ تمام کا تمام خاندان سخت بت پرست تھا۔ بت پرستوں کے گھرانے میں جنم لیکر پنجاب کی سرزمین کو خدا کے نور سے منور کر کے کلمہ طیبہ کا نعرہ

لگایا۔ انہوں نے یہ تاریخی چول قرآنی آیتوں والا اپنے پیچھے سچے خالصہ سکھوں کے لیے چھوڑا۔ کاش وہ اس چولہ کو نیز گرنتھ صاحب کے مندرجات کو غور سے پڑھیں اور اس پر عمل کریں۔ یہ چولہ ایک سوتی کپڑے کا ہے جس کا رنگ خاکی ہے اور بعض کناروں پر کچھ سرخی نما بھی ہے۔ (یہ سرخی تعصب کے زمانہ میں ڈالی گئی تھی) جو انگدر کی جنم ساکھی میں لکھا ہے کہ اس پر تیس سپارے قرآن کریم کے لکھے ہیں غلط ہے۔ تیس پارے اتنی تھوڑی جگہ پر کیسے لکھے جا سکتے ہیں۔ تمام اسمائے الٰہی نہیں چند نام اللہ کے درج ہیں۔ بعض جنم ساکھیوں میں یہ لکھا ہوا ہے کہ چولہ پر عربی، فارسی، ترکی، ہندی اور سنسکرت پانچ زبانوں میں لکھی ہے یہ غلط باتیں جنم ساکھیوں میں کیوں لکھ دیا کرتے تھے۔ وہاں تو صرف عربی زبان میں آیات درج شدہ ہیں۔ آخر اس قسم کی اختراع کرنے کا دلی مقصد کیا تھا۔ محترمی عبدالرؤف صاحب مبلغ اسلام دیندار انجمن کراچی نمبر ۱۹ و مصنف کتاب گرو نانک ہندو نہیں تھے تو سکھ کیسے ہندو ہوں گے؟ گرو نانک کی پانچ سو سالہ برسی پر ۲۳/نومبر ۱۹۲۹ء کو بمقام ننکانہ پہنچے، ان کی گفتگو ڈیرہ بابا نانک کے متولی سردار بلونت سنگھ صاحب سے ہوئی۔ جن کا سلسلہ گرو نانک کی چوتھی پشت سے ملتا ہے۔ شرومنی اکالی دل کمیٹی امرتسر کی مجلس عاملہ کے رکن گیانی بھونپدر سنگھ کے علاوہ اور کئی سکھ سردار موجود تھے، انہوں نے پوچھا سردار جی آپ بتلائیں کہ چولہ صاحب آپ کی نگرانی میں ہے، آپ سچ سچ بتائیں کہ اس پر عربی آیتوں کے سوا کسی اور زبان کا لفظ موجود ہے۔ انہوں نے تمام حاضرین کی موجودگی میں اقرار کیا کہ نہیں، سوائے عربی کے اور کوئی حروف نہیں ہیں۔ یہ باتیں پارٹی لیڈر تھونپدر سنگھ پارلمینٹ ممبر دہلی کے سامنے ہوئی تھیں۔

سکھ تاریخ سے یہ امر واضح ہے کہ گورونانک جی نے مسلماؤں سے تعلق پیدا کرنے کے لیے ایک مسلمان عورت سے شادی بھی کی تھی۔ جس کا اصل نام بی بی خانم تھا لیکن سکھ تاریخ میں اسے ماتا مجھوت کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ گرو جی کی اس شادی کا ذکر جنم ساکھیوں کے قلمی نسخوں میں موجود ہے۔ چنانچہ مرقوم ہے کہ:

ست در ہے ماتا مجھوت بیوی، دوئے دھیان ہویاں وڈے گھر سے لگیاں
پھر جاں، تیسری واری پرسوت ہوئی، تا چلا نا کیتا، نال گرو نانک جی بہت

عاجزی کیتی کرتار اگے ، پر کرتار بھانے دا صاحب کہے نہ متے ، تاں گرو نانک سی اداس ہویا۔ (14)

اس جنم ساکھی سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ پہلی بیوی اور ان کے سسرال نے اس شادی کو بہت ناپسند کیا۔ ان کی یہ ناپسندیدگی فطری تقاضا تھا۔(15) یہ بات ظاہر ہے کہ پورے براعظم پر مسلمان حکمران ہوں تو ایسی صورت میں کوئی معزز مسلمان اپنی معزز دختر کو کسی ہندو لڑکے سے بیاہنے پر آمادہ ہو۔ پس گرو نانک جی کی یہ شادی اس امر کا بین ثبوت ہے کہ گرو نانک جی حلقہ بگوش اسلام ہو چکے تھے اسی بنا پر حیات خان منجھ نے اپنی لڑکی بی بی خانم کو آپ کے نکاح میں دے دیا تھا اور اس کے بطن سے آپ کے ہاں جنم ساکھیوں کے بقول اولاد بھی ہوئی تھی۔ اگر موجودہ دور کے سکھ وددان اس شادی سے انکار کر رہے ہیں تو وہ مجبور ہیں کیونکہ رسم گرو جی کا فتوی بھی یہی ہے کہ جو شخص مسلمان عورت سے شادی کرے تو اس کے اسلام میں کوئی شک نہیں۔(16)

سکھ تاریخ میں مرقوم ہے کہ گرو نانک جی نے اپنی زندگی کے آخری حصے میں دریائے راوی کے کنارے کرتار پورا ایک قصبہ آباد کیا تھا جو آج کل تحصیل شکر گڑھ میں دربار صاحب نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس قصبہ کو آباد کرنے کے لیے ایک مسلمان رئیس مالک نے کافی زمین بھینٹ کی تھی۔(17) گرو جی نے جب یہ قصبہ آباد کیا تھا تو اپنے گھر کے متصل ایک مسجد بھی تعمیر کروائی تھی اور اس میں نماز پڑھانے کے لیے ایک امام بھی مقرر کیا تھا۔ گرو جی کی وفات پر مسلمانوں نے یہ بات بھی گرو جی کے مسلمان ہونے کے ثبوت میں پیش کی تھی۔(18)

صاحب میرا ایکو ہے
ایکو ہے بھائی ایکو ہے

آپے مارے آپے چھوڑے
آپ لیو دیئے
آپے دیکھے وگے
آپے نذر کریئے

جو کچھ کرنا سو کر رہیا
اور نہ کرنا جائی
جیسا درتے تیسو کہیئے
سب تیری وڈیائی (19)

ترجمہ:

- میرا مالک ایک ہے، ہاں ہاں بھائی وہ ایک ہے
- وہی مارنے والا اور زندہ کرنے والا ہے، وہی دے کر خوش ہوتا ہے
- وہی جس پر چاہتا ہے، اپنے فضلوں کی بارش کر دیتا ہے
- وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے، اس کے بغیر اور کوئی بھی نہیں کر سکتا
- جو کچھ دنیا میں ہو رہا ہے ہم وہی بیان کرتے ہیں، ہر چیز اس کی حمد بیان کر رہی ہے۔

ایکو جپ ایکو صالاح
ایک سمرا ایکو من آہ
ایکس کے گن گاؤ اننت
تن من بھگونت
ایکو ایک ایک ہر آپ
پورن پور رہیو پربھو بیاپ
ایک لبتھار ایک تے بھئے
ایک ارادھ پراچھت گئے
من تن انتر ایک پربھو داتا
گورو پرساد نانک اک جاتا(20)

ترجمہ:

- خدائے واحد کی پرستش کرتے رہنا، اپنا دل بھی اس سے لگائے رکھنا چاہیے
- حقیقی تعریف اور عبادت کے لائق، تن من سے اس کی عبادت کرنی چاہیے
- وہ ہر جگہ موجود ہے، کوئی جگہ اس سے خالی نہیں
- تمام کائنات کی قدرت کا کرشمہ ہے، اس کی عبادت سے کسی اور کی حاجت نہیں رہتی
- ہماری تن من میں وہی سمایا ہوا ہے، نانک جی گورو کی رحمت سے شناخت کرلیا ہے

نام لیو جس اکھر دا
اسنوں کر یو چوگنا
دو ہور ملا کے پنج گنا
کالٹو بیس بٹا
باقی بچے سونو گن کر دو ہور ملا
نانکا ہر اس اکھر وچوں نام محمدا(21)

اسے دوسری شکل میں یوں بھی دیا گیا ہے:

پنجے نیچا ناؤں
پنج نمازاں وقت پنجے
تیجا خیر خدائے
پہلا سچ حلال دوئے
پانچویں حمد بیان کرنا
چوتھی نیت راس من
تاں مسلمان سدائے

کرنی کلمہ آ کھ کے

کوڑے کوڑی پائے

نانک جیتے کوڑ یار (22)

ترجمہ:

- پانچ نمازیں ہیں اوران کے پانچ اوقات ہیں
- سچ کہنا حلال کھانا ہرایک کے لیے خیر کی خواہش کرنا
- چوتھی نیت اپنی کوصاف کرنا، پانچویں حمد بیان کرنا
- کلمہ اپنے عمل کے ذریعے پڑھو، پھرتو مسلمان کہلائے
- نانک کہتے ہیں جس قدر لوگ جھوٹے ہیں، جھوٹ کو پائیں گے

ڈکشنری آف اسلام صفحات ۵۸۳ تا۵۹۱ پر لکھا ہے کہ جب نانک اور شیخ فرید نے سفر میں مدافقت اختیار کی تو ایک گاؤں بسیار نامی میں پہنچے جہاں کہیں بیٹھے تو ان کے اٹھ جانے کے بعد وہاں کے ہندولوگ جگہ کو گائے کے گوبر سے لپائی کرکے پاک کرتے۔ اس کا باعث صاف یہ ہے کہ سخت پابند مذہب کے ہندو ان دونوں رفیقوں کی نشت گاہوں کو ناپاک خیال کرتے تھے۔ اگر نانک مذہب کے لحاظ سے ہندو رہتا تو ایسی باتیں اس کی نسبت کبھی تذکور تر ہوتیں۔ سکھوں کے گروں کی تعلیمات میں ہم صاف صاف تصوف کی آمیزش پاتے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ پہلے گرو فقراء کے لباس اور وضع میں زندگی بسر کیا کرتے تھے اور اس طریق سے صاف ظاہر کرتے تھے کہ مسلمانوں کے فرقہ صوفیائے کرام سے ان کا تعلق ہے۔ تصاویر میں انہیں ایسا دکھایا گیا ہے کہ چھوٹے چھوٹے گلدستے ان کے ہاتھوں میں ہیں (جیسا کہ مسلمانوں کا طریقہ تھا) اور طریق ذکر کے ادا کرنے پر آمادہ ہیں۔ ان کی کی نسبت جو روایات جنم ساکیھوں میں محفوظ ہیں وہ پوری شہادت دیتی ہیں کہ ان کا تعلق دین اسلام سے تھا۔

- پروفیسر جوگندر سنگھ نے کہا ہے کہ ایک مسلمان فقیر نے گرو جی کے والد صاحب کو آپ کی پیدائش کی بشارت دی تھی۔
- پادری ہیوز نے کہا ہے کہ ان کے مقالات میں بتایا گیا ہے کہ اگرچہ وہ مرد ہیں۔ مگر

حقیقت میں عورتیں ہیں۔ جو محمد مصطفے اور کتاب اللہ (قرآن شریف) کے احکام کی تعمیل نہیں کرتے۔ نانک اسلام کے نبی کی شفاعت کا اعتراف کرتا ہے اور بھنگ شراب وغیرہ اشیاء سے منع کرتا ہے۔ دوزخ اور بہشت کا اقرار کرتا ہے اور انسان کے حشر اور یوم الجزاء کا قائل ہے۔

- ٹی ایل جی شیخ فرید ثانی اور گرونانک جی کی دوستی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ گرونانک کا مذہب ملاپ ایکتا تھا انہوں نے اسلام کی تعلیم میں وہ کچھ دیکھا جو دوسرے ہندوؤں کو بہت کم نظر آتا تھا۔ گرو جی کو مسلمانوں سے میل جول کر کے خوشی محسوس ہوتی تھی۔ شیخ فرید ثانی دس سال تک ان کے ساتھ مل کر لوگوں کو اللہ تعالی کی راہ بلاتے رہے۔[23]
- ڈاکٹر تارا چند جی کا بیان ہے کہ گرونانک صاحب حضرت بانی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم اور اسلام سے بے حد متاثر تھے اور انہوں نے اپنے آپ کو اس رنگ میں پورے طور پر رنگین کر دیا تھا۔
- مسٹر میکاف نے بھی گواہی دی ہے کہ جب کبھی موقع آیا گرونانک جی نے عرب کے پیغمبر کو ماننے والے مسلمانوں کی طرح بانگ بھی دی۔[24]
- آریہ سماج کا سیکرٹری سر گوکل چند نیرنگ نے اپنی انٹروڈکشنری آف سکھ ازم میں کہا ہے کہ نانک جی ہندو یوگیوں کے پاس جب جایا کرتے تھے تو ان کی تردید کیا کرتے تھے۔ چنانچہ یوگیوں سے اپنی کامیاب گفتگو کے بعد گرو جی نے مکہ معظّمہ کی زیارت کا تصفیہ کیا جو مسلمانوں کا کعبہ ہے۔ انہوں نے مسلمان حاجیوں کا نیلا لباس پہنا، فقر کا عصاء ہاتھ میں لیا اور اپنی کتاب مناجات کا مجموعہ بغل میں دبایا۔ انہوں نے اپنے ساتھ مسلمان متقی کے انداز میں ایک لوٹا اور نماز کے لے مصلے لیا جس پر نماز ادا کر سکیں اور جب وقت ہوا تو انہوں نے دیگر کٹر مسلمانوں کی طرح جو پیغمبر عرب کے پیرو ہیں نماز کے لیے اذان کہی۔
- خالصہ پارلیمنٹ نے کہا ہے کہ ست گرونانک جی کے اُپدیشوں کی سب سے بڑی خوبی

یہ ہے کہ آپ نے اسلام مذہب کے خلاف کہیں ایک لفظ بھی نہیں کہا۔۔۔روزہ رکھنے یا نماز پڑھنے کو آپ نے کبھی برا نہیں کہا مگر یہ بات ضروری ہے کہ نمازی کو نماز پڑھتے وقت روحانی حالت میں ہونا چاہیے۔ (25)

- ایک مشہور ہندو دان ڈاکٹر تارا چند جی بیان کرتے ہیں۔ یہ حقیقت واضح ہے کہ گرو نانک صاحب حضرت بانی اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تعلیم اور اسلام سے بے حد متاثر تھے اور انہوں نے اپنے آپ کو اس رنگ میں پورے طور پر رنگین کر لیا تھا۔
- ایک ہندو محقق ڈاکٹر ایس رادھا کرشن نے اس بارے میں یہ بیان کیا ہے کہ گرو نانک جی اسلام مذہب کے مسئلہ توحید سے بے حد متاثر تھے اور انہوں نے بت پرستوں کو بہت پھٹکارا۔ خدائے تعالیٰ واحد اور یگانہ ہے اور وہ انصاف بھرا پیار کرنے والا ہے، نیک اور بے عیب ہے، غیر مجسم ہے اور غیر محدود ہے۔ نیز عالم کائنات کا مخلوق ہے، پیار اور نیکی کی پرستش چاہتا ہے۔ یہی عقیدہ سکھ دھرم میں مقدم ہے۔ (26)
- گرو دوارہ ٹریبونل کے ایک فاضل جج نے اس کے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ بعض لوگ کا خیال ہے کہ گرونانک نے اپنے بعض عقائد اسلام سے اخذ کیے ہیں۔ یہ یقینی بات ہے کہ انہوں نے خود کو اسلام کے خلاف ظاہر نہیں کیا۔ دیکھیے ہیوز صاحب کی ڈکشنری آف اسلام۔ (27)
- ایک ہندو فاضل ٹی-ایل وسوانی نے کہا ہے کہ گرو جی اور حضرت فرید ثانی اکھٹے سفر کرتے رہے اور اس طرح دس سال تک پیغام حق پہنچاتے رہے۔ جیسا ان کا بیان ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ گرو نانک صاحب کا مذہب ملاپ اور ایکتا کا مذہب تھا اس لیے انہوں نے اسلام کی تعلیم میں وہ کچھ دیکھا جو دوسرے ہندوؤں کو بہت کم نظر آتا ہے۔ گرو جی کو مسلمانوں سے میل جول کرنے سے لذت معلوم ہوتی تھی۔ شیخ فرید (ثانی) دس سال تک گرو جی کے ساتھ مل کر اعلائے حق اور کلمتہ اللہ کا فریضہ ادا کرتے رہے۔ اکثر مقامات کے ہندوؤں نے اسے ناپسند مگر اس ایکتائے اوتار نے اس کی کوئی پروا نہیں کی۔ (28)

- بغداد میں گرو جی کی ایک یادگار کو ایک پاکستانی تاجر شریف حسین نے نئے سرے سے تعمیر کرایا ہے۔ اس سے قبل بھی اس کی تعمیر میں کاظم پاشا نے بھی دلچسپی لی تھی۔ (29) جو ۱۳۱۷ھ میں ہوئی تھی۔ (گورسند۱۹۶۲ء)
- ڈاکٹر کرتار سنگھ جی کا بیان ہے کہ افغانستان میں گرونا نک جی کی ایک یادگار زیارت شاہ ولی کے نام پر ہے۔ (30)
- قندھار میں جنوب مغرب کی طرف پینتیس میل دور آٹھ مربع کا ایک چبوترا سا ہے۔ یہ بھی گرو جی کی یادگار ہے۔ وہاں کا مسلمان محافظ کسی بھی شخص کو بغیر نہلائے اندر جانے نہیں دیتا۔ (31)
- جلال آباد افغانستان میں گرو جی کا ایک یادگار چشمہ بیان کیا جاتا ہے۔ یہ وہاں کی حکومت کے قبضے میں ہے۔ بیساکھی کے دن وہاں دیوان کیا جاتا ہے۔ حکومت کے بہت سے سرکاری افسر سکھوں کی دلجوی کے لیے اس دیوان اور جلوس میں شامل ہوتے ہیں۔ (32)
- جنوبی ہند میں گرو جی کی ایک یادگار نانک جھیرا کے نام سے مسلمانوں نے قائم کی ہے۔ اسی کے ساتھ ریاست حیدرآباد کی طرف بھی ایک جاگیر لگا دی گئی تھی۔ (33)
- ملتان میں مسلمانوں نے گرو جی کی ایک یادگار بنائی تھی۔ (34) اور وہاں ایک پنجہ کا نشان تھا۔ جو بھائی ویر سنگھ جی کے بقول مسلمانوں نے اکالی سکھوں کے خوف سے کہ وہ کہیں اس تمام جگہ پر بھی قبضہ نہ جمالیں۔ مٹادیا۔ (35)
- سرسر ضلع حصار میں بھی ایک استھان ایک پریمی مسلمان نے گرو جی کی یادگار تعمیر کروایا تھا۔ (36)
- گرو جی کی ایک یادگاری ایک اور استھان کے جسے عام طور پر گوردوارہ نگاہا صاحب کہا جاتا ہے۔ مسلمانوں نے تعمیر کرایا ہوا ہے۔ (37)
- بالاکوٹ میں می گرو جی کی یاد میں ایک استھان وہاں کے مسلمانوں نے تعمیر کرایا تھا۔ (38)

- ایمن آباد ضلع گوجرانوالہ میں گرو جی کی ایک یادگار" روڑی صاحب ہے اس کی تعمیر محمد شاہ بخاری نے کروائی تھی۔ (39)
- حسن ابدال میں حضرت حسن کے ساتھ بابا کے اچھے تعلقات تھے۔ ایک روایت کے مطابق حضرت حسن صاحب نے پہاڑی سے ایک پتھر بابا کی طرف پھینکا۔ بابا نے وہ پتھر اپنے پنجے سے روکا۔ پنجے کا نشان پتھر پر پڑ گیا۔

یہی پنجہ صاحب کی وجہ تسمیہ ہے۔ گوردوارہ پنجہ صاحب سے متعلق بھی سکھ تاریخ میں مرقوم ہے کہ اس میں حوض اور بارہ دری وغیرہ ہے اس کی تعمر خود شمش الدین نے کروائی تھی۔ (40)

- گیانی گیان سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ جب اورنگ زیب بادشاہ آسام کی ہم نفت کر کے واپس آیا تو راجا بشن سنگھ کے کہنے پر اس کی فوج کے تمام سپاہیوں سے مٹی کی پانچ پانچ ٹوکریاں گرونا نک جی کی یادگار کے بنانے کے لیے ڈالی تھیں۔ (41)
- گیانی گیان سنگھ جی نے اس سلسلہ میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ مسلمانوں نے گروی کی جتنی جاگیریں بنوائی تھیں ان کی شکل عموماً مساجد کی مانند ہیں۔ جیسا کہ ان کا بیان ہے کہ جہاں جہاں ادھر (اسلامی ممالک میں) گرو جی گئے۔ وہاں باباجی کے مکان مساجد کی شکل میں بنے ہوئے ہیں اور انہیں ولی ہند کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ (42)
- گرونا نک جی کی یاد میں ایک گردوارہ بیر صاحب بنایا گیا ہے اس کے متعلق ایک سکھ ودوان نے بیان کیا ہے کہ ایک اور روایت کے مطابق گردوارہ بیر صاحب والے مقام پر ایک مسلمان صوفی اللہ دتہ رہا کرتا تھا۔ ندی کی طرف جاتے ہوئے گرو جی روزانہ اس فقیر سے مل کر جایا کرتے تھے۔ ایک دن صوفی اللہ دتہ شاہ صاحب نے گرو صاحب سے کہا کہ میں اپنے مہمان کی اب مزید خدمت نہیں کر سکتا۔ اس لیے اب میں اپنا مکان ہی مہمان (گرو جی) کو پیش کرتا ہوں۔ (43)
- سکھ تاریخ میں مرقوم ہے کہ رائے بلار ننکانہ صاحب کا رئیس مسلمان راجپوت تھا۔
- ایک تالاب ننکانہ صاحب میں گرو جی کی یادگار کے طور پر رائے بلار نے بنوایا تھا۔ (44)

- معتبر بزرگ بھائی کیسر سنگھ جی چھبر بیان کرتے ہیں کہ گرو جی کی وفات کے بعد ان کی یاد کے طور پر کہ مسلمانوں نے گرو جی کی وفات کے بعد ان کی یاد کے طور پر ایک مسجد بنوائی تھی اور ایک کنواں بھی بنوایا تھا۔ چھبر صاحب نے ان دونوں چیزوں کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا تھا۔ (45)

گرو نانک سنہ ۱۵۳۹ء کو کرتار پور میں فوت ہوئے تو روایت کہ مطابق مقامی سکھ، ہندو اور مسلمان ان کی آخری رسومات کے حوالے سے آپس میں لڑنے لگ گئے۔ دونوں اپنی اپنی مذہبی روایت کے مطابق ان کی آخری رسومات کرنا چاہتے تھے۔ اس پر اختلاف پایا جاتا ہے، تاہم اس بات پر اتفاق ہے کہ بابا گرو نانک کی میت چادر کے نیچے سے غائب ہو چکی تھی اور اس جگہ مقامی لوگوں کو پھول پڑے ملے تھے۔

☆☆☆

حوالہ جات

☆ پروفیسر، گورنمنٹ اسلامیہ کالج برائے خواتین، فیصل آباد

1- ’’شری گرو نانک دیو‘‘، انسائیکلوپیڈیا آف سکھ ازم (انگریزی زبان میں)، پنجاب یونیورسٹی پٹیالا، اخذ شدہ بتاریخ یکم اگست ۲۰۱۶ء

2- تارا ہائیر Economic History of Sikhs: Sikh Impact Volume1 (سکھوں کی معاشی تاریخ: سکھ اثرات جلد 1)، سرے، کینیڈا: انڈو-کینیڈین پبلشرز)14۔

3- داویندر سدھو۔ Civil Rights in Wartime: The Post-9/11 Sikh Experience (زمانہ جنگ میں شہری حقوق: 9/11 کے بعد سکھ تجربات)، ایش گیٹ پبلشنگ لمیٹڈ،)26۔

4- "Bhai Gurdas Vaaran" (پنجابی گرمکھی، انگریزی زبان میں)، سرچ گروبانی، اخذ شدہ بتاریخ یکم اگست ۲۰۱۶ء

5- مانی سنگھ، ’’سکھ اتہاس‘‘، ایجوکیشنل پبلشرز، ۱۸۶۹ء، ص ۵۱

6- لوئس فینیچ، ’’تواریخ گرو خالصہ‘‘ ترجمہ (ویر دیو)، امرتسر کتاب گھر، امرتسر، ۱۹۳۰ء، ص ۷۸

7- محمد لطیف، ’’سیرۃ المتاخرین‘‘ سول اینڈ ملٹری گزٹ پریس، لاہور، ۱۸۸۸ء، ص ۳۸۲

8- مرنا سنگھ بھائی، ’’جنم ساکھی‘‘ ترجمہ (اجیت سنگھ) اورینٹل پبلی شنگ ہاؤس، نئی دہلی، ۱۸۹۰ء، ص ۸۹

9- چرن سنگھ کوہلی، ’’تواریخ گرو خالصہ‘‘ ترجمہ (شری کانت) امرتسر کتاب گھر، امرتسر، ۱۹۱۰ء، ص ۳۶

10- جودت سنگھ ہرنالوی، ’’گرو دھام سنگرہ‘‘ ترجمہ (اجیت سنگھ)، خالصہ پریس دہلی، ۱۸۸۰ء ص ۱۵۹

11- کلدیپ سنگھ نیر ’’جنم ساکھی بھائی منی سنگھ‘‘ ترجمہ (ویر دیو)، امرتسر کتاب گھر، امرتسر، ۱۸۸۸ء، ص ۳۵۰

12- اجیت گرو نانک نمبر ۱۹۶۷ء، دہلی، شمارہ نمبر ۴، جلد نمبر ۱

13- دیپ کوہلی سنگھ،'' گرومت درشن'' ترجمہ(لوگی سنگھ) اورینٹل پبلی شنگ ہاؤس، نئ دہلی، ۱۹۳۰ء،ص ۱۱۶

14- چاند دیو،''جنم ساکھی قلمی''ترجمہ(اجیت سنگھ) یونائیڈ سکھ آرکنا گزیشن، کینڈا، ۱۹۶۰ء،ص ۳۷۳

15- ایضاً،ص ۲۵۷-۲۵۸

16- چرن سنگھ کوہلی،''خالصہ دھرم شاستر''ترجمہ(شری کانت)ص ۲۳۵

17- کبیر نانک،''سکھ اتہاس''ترجمہ(انو جالندھری) ایجوکیشنل پبلشرز، نئ دہلی، ۱۸۶۹ء ص ۲۷

18- اخبار امرتسر،''عبرت نامہ'' ۸ جنوری ۱۹۳۱ء ص ۱۴۱

19- گروگرنتھ،''راگ رام کلی''، محلّہ ۵، ص ۱۲۳۴

20- مانی سنگھ،''گوڑی سکھمنی''، محلّہ ۱،ص ۴۳۰

21- ماگھی بھائی،''بالا والی وڈی''، محلّہ ۳، ص ۴۴۰

22- گوروگرنتھ''وار ماجھ شلوک''، محلّہ اردو، ص ۱۱۹

23- اخبار امرتسر ۸/جنوری ۱۹۳۱ء

24- فرید ماسٹر،''میکاف التاس''، چندی گڑھ یونیورسٹی، طبع ششم، حصہ اول، چندی گڑھ ۱۹۹۰ء، ص ۱۴۷

25- رسالہ خالصہ،''پارلیمنٹ گزٹ'' مارچ ۱۹۵۹ء

26- اکجوت سنگھ ہرتاوی،''گرونانک جوت تے سروپ'' (ترجمہ) وریندر سنگھ، خاصلہ پریس، دہلی، ۱۸۹۰ء، ص ۱۹

27- عاد سنگھ دیوانہ،''اداسی سکھ نہیں'' ہند اسلامی کلچرل پبلی شرز، دہلی، ۱۹۹۰ء، ص ۲۲

28- اخبار موجی -۱۸/جنوری ۱۹۳۸ء

29- رسالہ خالصہ پارلیمنٹ گزٹ مارچ ۱۹۶۲ء

30- کرتار سنگھ گیانی،''سفر نامہ کرتار سنگھ گیانی'' امرتسر کتاب گھر، امرتسر، ۱۹۷۵ء، ۳۶

31- انو جالندھری،''شیر پنجاب شہدی''،بمز ۱۹۴۰ء، مدیر یوگی سنگھ، دہلی

32- قدرت دیو تیجا،''افغانستان وچ اک مہینہ'' (ترجمہ) اجیت سنگھ، خالصہ پریس، دہلی، ۱۹۹۵ء، ص

۸۸

33- شری کانت، ''گوردوارے درشن'' (ترجمہ) وریندر سنگھ، اورینٹل پبلی شنگ ہاؤس، دہلی، ۱۹۳۰ء، ص ۳۷-۴۰

34- شری کانت، ''گردورہ درشن'' (ترجمہ) وریندر سنگھ، ۱۹۳۷ء، ص ۵۱

35- نانک جی پرکاش، عبادت، (ترجمہ) کرتار سنگھ کیانی، چندی گڑھ یونیورسٹی، چندی گڑھ، ۱۹۹۰ء، ص ۱۷۲

36- شری کانت، ''گوردوارے درشن'' (ترجمہ) وریندر سنگھ، ۱۹۳۰ء، ص ۴۴

37- چرن سنگھ کوہلی، ''خورشید خالصہ'' (ترجمہ) واسو چھال، ۱۹۶۰ء، ص ۲۲۲

38- گلو دیو شمشیر، '' قارگرو دھام سنگرہ'' (ترجمہ) انو سنگھ، یونائیٹڈ پرنٹنگ پریس، کینڈا، ۱۹۸۰ء، ص ۱۳۸

39- گلو دیو شمشیر، ''گرو دھام سنگرہ'' (ترجمہ) انو سنگھ، یونائیٹڈ پرنٹنگ پریس، کینڈا، ۱۹۸۰ء، ص ۲۸

40- ایضاً، ص ۳۴

41- چرن سنگھ کوہلی، ''تواریخ گرو خالصہ'' (ترجمہ) شری کانت، ص ۱۴۳۷

42- ایضاً، ص ۱۴۴۵

43- رسالہ سیس گنج دہلی نومبر-دسمبر ۱۹۶۹ء

44- مہان کرشن، ''جنم ساکھی چھوٹی'' (ترجمہ) اجیت سنگھ، خالصہ پریس، دہلی، ۱۸۶۷ء، ص ۹۹

45- چرن دوجا، ''بنساول نامہ'' خالصہ پریس، دہلی، ۱۸۹۰ء، ص ۴۳